بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقش آغاز

راشد الحق سمیع حقانی

عالم اسلام کی مجموعی صورتحال کا ایک دلخراش منظر

موجودہ حالات میں عالم اسلام کی اُجڑی بستی پر ایک نگاہ ڈالیے تو اس کی زبوں حالی‘ خوئے غلامی‘ انتشار پر مبنی معاشرے اور اس کی مظلومیت و کسمپرسی پر ماتم کرنے کو دل چاہتا ہے کہ چودہ سو برس میں اس پر ایسے خراب حالات کبھی بھی نہیں آئے تھے جیسا کہ موجودہ عہد میں اس کی تصویرِ پریشاں نظر آتی ہے۔ عالمی استعمار امریکہ اور بشمول دیگر تمام مذاہب و ممالک آج عالم اسلام کے زخم زخم جسم میں پنجے گاڑھے ہوئے ہیں۔ اور اس شکستہ جسم میں اب آہ و فریاد کی رَمق بھی باقی نہیں بچی۔ اور اس کے حکمران ماضی میں کبھی اتنے بے حس اور بے حمیت نہیں ہوئے تھے جیسا کہ موجودہ حالات میں یہ نظر آرہے ہیں۔ آج پوری امت سیاسی‘ معاشی اور فکری لحاظ سے اپاہج بن گئی ہے‘ اندھیروں کا راج ہے اور دور تک امید کا کوئی چراغ نظر نہیں آرہا۔ ظلمت شب میں جکڑی امت مسلمہ کراہ رہی ہے‘ اور اس کے وجود کا ایک ایک حصہ غلامی کی زنجیر میں جکڑا ہوا ہے‘ اس کے دماغ اور اس کی فکر پر مغربی تہذیب و ثقافت اور مغربی جمہوری نظام حکومت کا بھاری پتھر پڑا ہوا ہے اور دن بدن اور ہر لحہ انحطاط اور تنزلی کی دلدل میں اس کا کاروانِ منتشر دھنستا چلا جارہا ہے‘ الغرض کہیں سے بھی کوئی مسیحا‘ کوئی رہنما یا کسی معجزے کی امید و شنید نہیں اور دوسری جانب عالم کفر اور عالمی استعمار دن بدن متحد اور ترقی و فتح کی جانب گامزن ہیں۔ ع سادگی اپنوں کی دیکھ اوروں کی عیاری بھی دیکھ

حالیہ امریکی انتخابات اس کا واضح ثبوت ہیں جس میں متعصب اور تشدد پسند جارج ڈبلیو بُش دوبارہ چار سال کے لئے امریکی عوام کا اعتماد اور بھاری مینڈیٹ حاصل کر کے منتخب ہوگئے ہیں۔ صدر بُش کی جیت عالم اسلام کے لئے ایک کڑا امتحان اور کسی سانحہ سے کم نہیں۔ اس الیکشن میں صدر بُش کی دوبارہ کامیابی محض اس لئے ہوئی کہ مغربی معاشرہ اور خصوصاً امریکی قوم صدر بُش کو عالم اسلام کے خلاف جاری جنگ میں کامیاب دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور الیکشن کا ایجنڈا یہی تھا کہ مسلمانوں اور عالم اسلام کی بچی کچھی قوت و عظمت کو مکمل طور پر صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے۔ اس کی چشم کشا مثال یہ ہے کہ الیکشن کے دوران ایک اعلیٰ امریکی فوجی جنرل ایک چرچ میں داخل ہوا اور اس نے پادری کو حکم دیا ’’کہ تم دعا مانگو کہ اس الیکشن میں ہم مسلمانوں کے خدا کو (نعوذ باللہ) شکست دیں اور عیسائیوں کا خدا اور صدر بُش جیت جائیں۔‘‘ اس کے علاوہ ڈیموکریٹ اور ری پبلکن دونوں نے یہ بات واضح طور پر دنیا کے سامنے پیش کی کہ ہمارے درمیان بہت سے اختلافات ہیں لیکن ہم دہشت گردی (اسلام اور مسلمان) کے خلاف یکجا اور متحد ہیں۔ چاہے جو

پارٹی بھی الیکشن جیتے لیکن وہ امریکی ایجنڈے کی تکمیل اور امریکی مفادات کے حصول کے لئے کوشاں رہے گی۔ اور پوری دنیا کو علم ہے کہ اس وقت امریکی ایجنڈے کی تکمیل اور اس کے مفادات کیا ہیں؟

جن لوگوں کو امید تھی کہ ہوسکتا ہے کہ اس بار امریکی عوام صدر بُش اور اس کی ظالمانہ پالیسیوں کے خلاف ووٹ دیں اور متعصب و انتہا پسند صدر سے چھٹکارا حاصل کریں لیکن یہ سب وہم و خیال ثابت ہوا' کیونکہ امریکی میڈیا اور اس کے تھنک ٹینکس اور امریکی حکومت نے پوری قوم کو مذہبی انتہا پسندی کی طرف دھکیل دیا ہے اور امریکی الیکشن میں پہلی مرتبہ مذہب کو استعمال کیا گیا اور چونکہ صدر بُش کے بقول ہم صلیبی جنگوں کا تسلسل چاہتے ہیں اور ساری دنیا کو علم ہے کہ صلیبی جنگوں کا شکار اور مدِ مقابل عالم اسلام ہی تھا۔ عراق' فلسطین' افغانستان اور جنوبی وزیرستان کے حالات ہمارے سامنے ہیں۔ الیکشن میں کامیابی کے فوراً بعد امریکی افواج نے 'فلوجہ' شہر میں جشن فتح منایا اور نہتے مسلمان شہریوں کے خون سے خوب ہولی کھیلی۔ رمضان المبارک جیسے مقدس مہینے میں پورے شہر کے ساتھ ایسا سلوک برتا گیا کہ ماضی کے چنگیز خان اور ہلاکو خان کی افواج نے بھی عراق کے شہروں میں ایسی بربریت کا مظاہرہ نہ کیا ہوگا۔ سارے شہر کا محاصرہ کیا گیا' پانی بند کردیا گیا' اور کئی دن تک ہولناک بمباری کا سلسلہ جاری رہا۔ آسمان سے آہن و بارود کا سیلابِ بلا تھا اور دوسری جانب زمین پر بے چارے بے کس مسلمانوں کے سر تھے۔ عید کے دنوں میں ان کے ہاں قیامت ٹوٹ پڑی تھی۔ سردی کے یخ موسم میں ان کے چولہے ٹھنڈے اور ویراں تھے' بچوں کو نئے کپڑوں کی جگہ پہننے کو کفن ملے۔ ماؤں کی گود میں نوجوان بیٹوں کے سر پڑے ہوئے تھے' مسجدوں میں زخمی بوڑھوں کو بھی گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا' الغرض سرزمین عراق پر ایک اور کربلا بجی تھی اور دوسری جانب عالم اسلام عید کی خوشیوں میں نہال ہو رہا تھا۔ اور ہر گھر میں گھی اور خوشیوں کے چراغ جل رہے تھے اور مبارکبادیں وصول کی جارہی تھیں۔ ایسی بے حسی اور بے کسی شاید ہی چشم فلک نے پہلے کبھی دیکھی ہو اس قیامت صغریٰ پر عالم اسلام کے کسی حکمران کی آنکھیں نہ تر ہوئیں اور نہ ہی کسی بت نما حکمرانوں کے لب احتجاج کے لئے ہلے۔ شاید عالم اسلام اور اور اس کی قیادت ملبے اور راکھ کا ڈھیر بن گئے ہیں۔ اور راکھ اور ملبے سے کبھی کسی احتجاج یا کسی انقلاب کی توقع نہیں کی جاسکتی پھر ابھی فلوجہ کی آگ ٹھنڈی نہیں ہوئی تھی کہ امن کے ''پیامبروں'' یعنی بدھ مت کے پیروکاروں اور تھائی حکومت نے بھی مسلمانوں پر ہلہ بول دیا کیونکہ مسلمان اس وقت حدیث نبویؐ کے مطابق دسترخوان پر سجی نعمت کی طرح ہیں اور ہر جانب سے ان پر تابڑ توڑ حملے کئے جارہے ہیں۔ شاید مسلمان انسان نہیں بلکہ خوانِ یغما ہیں۔ اور ہر کوئی اسے لقمہ تر سمجھ کر نگل رہا ہے۔ اس وقت خطہ ارض پر سب سے بے وقعت اور سستا خون خونِ مسلم ہے' جس کی کوئی قدر و قیمت اور مقام و منزلت دنیا کے بازاروں اور عدل کے میزانوں میں نہیں۔ رمضان کا دوسرا عشرہ تھا تھائی لینڈ کے 'وٹ' صوبے کے 'ٹک بے' شہر کو بھی فلوجہ کی طرح بھٹی بنا دیا گیا۔ اور ہزاروں نہتے احتجاج کرنے والے مسلمانوں پر فوج اور پولیس نے ایسا حملہ اور برتاؤ کیا کہ

جیسے یہ دشمن قوم کی افواج ہوں، حالانکہ یہ بھی نہتے تھائی تھے اور وہ اپنے ہم وطن مسلمان بھائیوں کی بے گناہ گرفتاری پر احتجاج کر رہے تھے۔ لیکن ان کا جرم ضعیفی یہ تھا کہ ان کا تعلق اسلام سے تھا۔ سینکڑوں مسلمانوں کو گرفتار کرنے کے بعد نیم برہنہ کر کے ہاتھ پاؤں باندھ کر کنٹینروں میں بند کر دیا گیا اور پھر ان پر آنسو گیس بھی پھینکی گئی۔ اس بربریت کے نتیجے میں سینکڑوں کی تعداد میں مسلمان دم گھٹنے اور تشدد سے راستے ہی میں شہید ہو گئے۔ یہ دلخراش واقعہ بھی ماضی کے خونی واقعات کا ایک تسلسل ہے جو تھائی حکومت برسوں سے اور خصوصاً گیارہ ستمبر کے بعد وقفے وقفے سے مسلمانوں کے خلاف کر رہی ہے۔ ابھی حال ہی میں چند ماہ پہلے ایک سو دس کے قریب مسلمانوں کو بیدردی کے ساتھ قتل کر دیا گیا تھا۔ لیکن اب کے بار تو پہلے سے بھی زیادہ بازوئے قاتل نے عالم اسلام کے فرزندوں کو چن چن کے قتل کیا۔ کہ ان کا کوئی پرسان حال نہیں۔ یہ حادثہ فاجعہ بھی عالم اسلام کی یخ بستہ رگوں میں غیرت و حمیت کا جذبہ نہ ابھار سکا۔ اور نا ہی کسی حکومت نے اس ظلم پر باضابطہ احتجاج کیا اور نا ہی کسی جانب سے ان مظالم پر کوئی بڑا مظاہرہ ہوا۔ اگرچہ معمولی مذمت چند حکومتوں اور لوگوں نے کی اور زیادہ سے زیادہ تکلف ان کے لئے دعائے مغفرت کا کیا گیا۔ اور بس!!

ایسا لگتا ہے کہ شاید مسلمان حشر میں اب صورِ اسرافیل سے بھی جاگنے کی تکلیف گوارا نہیں کریں گے؟ باقی تازیانوں یا حادثات زمانہ ان کو کہاں خواب غفلت سے جگا سکتے ہیں؟ اسی طرح افغانستان میں بے گناہ طالبان اور مجاہدین کا صفایا بھی کیا جا رہا ہے اور آئے دن بے گناہ افغانیوں کو طالبان کا حامی قرار دے کر موت کے گھاٹ اتارا جا رہا ہے۔ امریکی فوجی مسلمان بہنوں کی جگہ جگہ عصمت دری کر رہے ہیں، کوئی ان کا پرسان حال اور مددگار نہیں۔ پورا افغانستان ابوغریب جیل کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ جس میں انسانیت کو ننگا کر کے اس کا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ ایسے حالات میں کٹھ پتلی صدر حامد کرزئی جس کو دوبارہ زبردستی افغان عوام پر مسلط کر دیا گیا ہے، حالانکہ خود شمالی اتحاد اور دیگر امریکی حامی جماعتوں نے بھی الیکشن میں ریکارڈ دھاندلی پر شدید احتجاج کیا ہے، لیکن امریکہ نے اپنے عزائم کی تکمیل کے لئے اسے درخور اعتناء نہیں سمجھا۔ افغانستان کے مقدر میں ابھی مزید زخم اور درد باقی ہیں۔ ابھی افغانیوں پر مزید شبِ غلامی حکمرانی کرے گی، حالات بتا رہے ہیں کہ ان پر ابھی نئے کوہِ غم ٹوٹیں گے۔ کیونکہ عالم اسلام اور پاکستان نے افغانستان کو امریکہ اور عالم کفر کے آگے تنہا پھینک دیا ہے۔ معلوم نہیں کہ نرگس مزید کتنے برس اپنی بے نوری پر روئے گی۔ اور خدا جانے کہ اب اس کی قسمت میں کوئی ''دیدہ ور'' باقی بھی بچا ہے یا نہیں۔ ان ناگفتہ بہ حالات میں امت مسلمہ کی غلامی سے آزادی علمی و اقتصادی ترقی اور اس کی نشاۃِ ثانیہ کا خواب دن بدن دھندلایا جا رہا ہے۔

ظلمت کدے میں میرے شب غم کا جوش ہے
اک شمع ہے دلیل سحر سو خموش ہے